تحفظ خواتین ایکٹ کا پہلا مقدمہ، بے راہ روی سے منع کرنے پر خاتون نے پڑوسی جیل بھجوا دیا

اسلام آباد (شبیر احمد سلفی/اسپیشل رپورٹر) تحفظ خواتین ایکٹ کے تحت درج ہونے والے پہلے مقدمے میں مشکوک کردار کی حامل خاتون کی شکایت پر اچھی شہرت کا مالک شہری جیل بھیج دیا گیا۔ 7 دسمبر کے اخبارات میں جب یہ خبر شائع ہوئی کہ تحفظ خواتین ایکٹ کے تحت اسلام آباد کے ایک تھانے میں پہلا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے تو غزوہ نے اس کیس کی خصوصی تحقیقات شروع کیں تو حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔ آئی ٹین ون I-10/1 کی رہائشی ایک خاتون نے پولیس کو فون کیا کہ اس کے کرائے دار نذیر احمد نے اس کے ساتھ زبردستی زنا کیا ہے۔ رات تین بجے ایک پولیس پارٹی آئی ٹین ون کے مکان نمبر 984 پہنچی تو ملزم نذیر احمد اپنے گھر میں سویا ہوا تھا۔ پولیس نے جب اسے یہ بتایا کہ اس کے خلاف تھانے میں یہ شکایت کی گئی ہے تو اس نے بتایا کہ مجھے تو ابھی آپ سے اس بات کا علم ہو رہا ہے کہ کوئی بات ہے، آپ مدعیہ کو بلائیں، لیکن میمونہ انجم نامی مدعیہ اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ گھر موجود نہیں تھی۔ اس وقت موقع پر موجود ایک پولیس اہلکار نے غزوہ کو بتایا کہ ہماری موجودگی میں وہ خاتون گاڑی پر اپنے بیٹوں کے ساتھ کہیں سے آئی۔ بعد ازاں غزوہ کو تحقیقات کے دوران معلوم ہوا کہ وہ خاتون اپنا میڈیکل کروانے پمز ہسپتال گئی ہوئی تھی، یہ بات حیران کن ہے کہ وہ خاتون پولیس سٹیشن جانے کی بجائے خود ہی میڈیکل کروانے ہسپتال پہنچ گئی۔ یہ بات بھی حیران کن ہے کہ پولیس ابتدائی پوچھ گچھ کے بعد نذیر احمد کو گرفتار کرنے کے بغیر ہی واپس چلی گئی۔ پھر ایف آئی آر صبح ساڑھے 6 بجے کاٹی گئی جبکہ تھانے سے گرفتاری کیلئے پارٹی کی روانگی کا وقت صبح 7 بجے کا درج ہے، نذیر احمد دوبارہ پولیس کے آنے تک اپنے گھر میں ہی رہا، اور کسی قسم کے فرار کی کوشش نہیں کی۔ کیس کی تفتیش میں شامل ایک پولیس افسر نے نام نہ بتانے کی شرط پر غزوہ کو بتایا کہ ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرنے کے لئے وزارت قانون سے رابطہ کیا گیا اور وہاں سے رہنمائی لی گئی کہ نئے قانون کے تحت ملزم پر کون سی دفعہ لاگو ہوگی۔ وزارت قانون کی تجویز پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ 375 اور 376 کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ دفعات مجموعہ قانون کی دفعہ 374 کے بعد ذیلی عنوان زنا بالجبر کے تحت حال ہی میں پاس ہونے والے تحفظ خواتین ایکٹ میں شامل کی گئی ہیں۔ پولیس نے نذیر احمد کو 8 بجے کے قریب اس کے گھر سے گرفتار کیا، ملزم وزارت سائنس اور ٹیکنالوجی میں گریڈ اٹھارہ کا افسر ہے۔ ایک پولیس افسر نے غزوہ کو بتایا کہ جب نذیر احمد کو تھانے لایا گیا تو اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ غزوہ سے گفتگو کے دوران بیشتر پولیس اہلکاروں نے نذیر احمد سے ہمدردی کا اظہار کیا تاہم کوئی پولیس افسر اس کیس کے بارے میں آف دی ریکارڈ گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ غزوہ کے اس نمائندے نے ایس ایچ او تھانہ سبزی منڈی خورشید احمد، تفتیشی افسر سب انسپکٹر عبدالرحمٰن، ڈی ایس پی جمیل ہاشمی سے ملاقاتیں کیں لیکن سب نے یہی کہا کہ انہیں اس کیس کے حوالے سے بات کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کیس کا ایک اور دلچسپ پہلو یہ بھی ہے کہ ایک تفتیشی افسر نے غزوہ کو بتایا کہ ابھی تک عورت سے کسی قسم کی تفتیش نہیں کی گئی۔ مدعیہ کا میڈیکل پمز ہسپتال میں ڈاکٹر ثوبیہ لقمان نے کیا۔ تفتیشی افسر سب انسپکٹر عبدالرحمٰن نے غزوہ کو بتایا کہ میڈیکل رپورٹ کے مطابق مدعیہ کے ساتھ ہمبستری ضرور ثابت ہوئی ہے لیکن رپورٹ کے مطابق اس کے ساتھ زبردستی نہیں کی گئی۔ ملزم نذیر احمد نے گرفتاری کے فوراً بعد ڈی ایس پی جمیل ہاشمی کو تحریری درخواست دی کہ خاتون کا ڈی این اے ٹیسٹ کروایا جائے لیکن 6 دن گزر جانے کے باوجود عورت کا ڈی این اے ٹیسٹ

نہیں کروایا گیا۔ نذیر احمد کو کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیے بغیر اڈیالہ جیل بھیج دیا گیا۔ اس حوالے سے جب غزوہ نے سب انسپکٹر عبدالرحمٰن سے پوچھا کہ ملزم کو کس قانون کے تحت جیل بھیجا گیا ہے تو اس نے کہا کہ یہ تو ہمارے بڑے ہی جانیں کہ کس قانون کے تحت جیل بھیجا گیا ہے۔ غزوہ کے اس نمائندے نے اڈیالہ جیل کی حوالات میں بند ملزم نذیر احمد سے ملاقات کی تو اس نے بتایا کہ پہلے یہ مکان ایک دوسرے شخص کی ملکیت تھا۔ مدعیہ نے یہ مکان تقریباً ایک سال قبل خریدا تھا اور دو ماہ پہلے مدعیہ اپنے تین بیٹوں کے ساتھ اس گھر میں منتقل ہوئی۔ ان کے شوہر ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب میں ہوتے ہیں۔ ہم اوپر والی منزل پر رہتے ہیں، پہلے گھر کے اندر سے ہی سیڑھیاں اوپر جاتی تھیں لیکن میں نے دیکھا کہ یہ خاتون اکیلی ہیں تو میں نے اپنے خرچ پر باہر سے سیڑھیاں لگا لیں، جس پر مذکورہ خاتون کو شدید اعتراض تھا۔ اس دوران ان کے گھر سے اجنبی مردوں کے آنے جانے کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ نذیر احمد نے کہا کہ میں نے اس خاتون کو ایک دن سمجھایا کہ آپ کے شوہر گھر پر نہیں ہوتے اور اس طرح لوگوں کا آپ کے گھر میں آنا آپ کی عزت اور وقار کے لئے مناسب نہیں اور نہ ہمارے بچوں پر اس کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ یہ بات کرنے کے اگلے روز ہی اس خاتون نے نذیر احمد کو مکان خالی کرنے کا نوٹس دے دیا۔ نذیر احمد نے 31 دسمبر تک کرایہ ادا کر رکھا تھا تاہم خاتون کا اصرار تھا کہ مکان فوری طور پر خالی کرایا جائے۔ نذیر احمد کی کوشش تھی کہ یہ خاتون کرایہ بڑھا لیں لیکن مکان خالی نہ کروائیں۔ ان کے بقول یہی میرا جرم بن گیا اور اس خاتون نے مجھ پر زیادتی کا الزام عائد کر دیا۔ نذیر احمد نے کہا کہ میں نے درخواست دی ہے کہ عورت کا ڈی این اے کروائیں، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا لیکن ابھی تک میری درخواست کی شنوائی نہیں ہوئی۔ غزوہ کا یہ نمائندہ مزید تحقیق کے لئے اس محلے میں پہنچا جہاں یہ واقعہ ہوا تھا۔ اردگرد کے کئی گھروں کی خواتین و حضرات سے نذیر احمد کے کردار کے بارے میں استفسار کیا تو سب نے انہیں ایک شریف النفس شہری قرار دیا۔ محلے داروں نے کہا کہ پانچ سال سے یہ شخص یہاں رہ رہا تھا آج تک اس کی کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جس پر کسی کو اعتراض ہو ایک شخص نے بتایا کہ نذیر احمد ہماری بیٹیوں کو دیکھ کر نظریں جھکا لیا کرتا تھا۔ غزوہ نے جب خواتین سے مدعیہ کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں تو کسی ایک نے بھی مدعیہ کے بارے میں کلمہ خیر نہیں کہا۔ ایک خاتون نے بتایا کہ مدعیہ میمونہ انجم کا شوہر تین سال سے ملک سے باہر ہے اور وہ اس کی حرکتوں سے اس قدر پریشان ہے کہ اس نے اس سے لاتعلقی کا اظہار کر رکھا ہے۔ ایک عورت نے نام نہ بتانے کی شرط پر بتایا کہ میمونہ کے شوہر نے اس کے ایک پڑوسی کے گھر فون کر کے کہا کہ وہ میمونہ کے کسی قول و فعل کا ذمہ دار نہیں، میں اس کی حرکتوں سے سخت پریشان ہوں۔ غزوہ کا یہ نمائندہ جب مدعیہ کا موقف معلوم کرنے ان کے گھر پہنچا تو انکے بڑے بیٹے نے انتہائی سخت رویہ اختیار کیا اور کہا کہ ہم کسی سے بات نہیں کر سکتے نہ ہمیں کسی سے بات کرنے کی ''اجازت'' ہے۔ اس نے یہ وضاحت نہیں کی کہ کس کی طرف سے اجازت نہیں ہے لیکن سیاق و سباق سے یہ واضح تھا کہ انہیں پولیس نے پریس سے بات چیت کرنے سے روک رکھا ہے۔ خاتون نے ایف آئی آر میں کہا ہے کہ وہ گھر میں اکیلی تھی کہ اس کے ساتھ زیادتی ہوئی اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ پمز ہسپتال میڈیکل کروانے آئی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیٹا پہلے کہاں تھا اور کس وقت گھر آیا اور باقی دو بیٹے اس وقت کہاں تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میڈیکل رپورٹ تیار کرنے والی ڈاکٹر کو بھی صحافیوں سے بات کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

تحفظ خواتین ایکٹ کا حتمی ایکٹ اردو میں شائع ہونیوالے متن سے مختلف نکلا

لاہور (عبداللہ مختطر سے) تحفظ خواتین ایکٹ المعروف ''زنا ایکٹ'' کا اردو دان طبقے کے لئے جو مسودہ اردو اخبارات کے ذریعے مشتہر کیا گیا اس میں بعض چیزوں کا ذکر موجود نہیں جبکہ گزٹ آف پاکستان کے جاری کردہ ایکٹ میں وہ چیزیں شامل ہیں اس طرح اس بل کا ایک اردو مسودہ علمائے کرام میں زیر گردش ہے جس پر لکھا ہے ''قومی اسمبلی سے منظور کردہ حالت میں'' اس اردو مسودے اور گزٹ آف پاکستان کے انگریزی مسودے میں بھی بعض مقامات پر موافقت موجود نہیں روزنامہ جنگ میں جو متن 16 نومبر کو شائع ہوا ہے اس میں زنا کی تعریف والی شق شامل نہیں علمائے کرام میں زیر گردش مسودے میں زنا کی تعریف شامل ہے ایکٹ نمبر 45 بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے عنوان کی ذیل میں دفعہ 496 الف اور ''ب'' کا اضافہ کیا گیا ہے شق ''ب'' میں زنا کی تعریف کی گئی ہے لیکن ساتھ سزا مذکور نہیں جبکہ گزٹ آف پاکستان کے جاری کردہ متن میں مشق (ب) کے ساتھ ہی زنا کی سزا بھی درج ہے شق ب کی دو ذیلی دفعات درج ہیں ایک میں زنا کی تعریف اور دوسری میں اس کی سزا ہے جس میں لکھا ہے کہ زنا کی سزا زیادہ سے زیادہ پانچ سال قید اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے جرمانہ ہوگی تعزیرات پاکستان میں زنا بالرضا کی سزا صرف پانچ سال قید اور اسی ہزار جرمانہ رکھی گئی ہے جبکہ حدود آرڈیننس کی ترمیم شدہ شکل میں سنگسار اور کوڑوں کی سزا برقرار رکھی گئی ہے اب عجیب قانونی مخمصہ پیدا ہوگیا ہے کہ زنا بالرضا کی دو مختلف سزائیں درج ہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ زنا کی سزا کے ساتھ مزید کسی قسم کی کوئی وضاحت درج نہیں۔ اسی طرح روزنامہ جنگ کے مسودے اور عوام میں زیر گردش قومی اسمبلی سے منظور شدہ اردو مسودے میں زنا بالجبر کی کم سے کم سزا پانچ سال قید کی سزا رکھی گئی ہے جبکہ گزٹ آف پاکستان کے جاری کردہ حتمی مسودے میں یہ سزا دس سال قید ہے۔

نئے ایکٹ میں زنا بالجبر کا الزام ہی گرفتاری کیلئے کافی ہے، بے گناہی ثابت ہونے تک ملزم قید رہے گا، ماہرین قانون

لاہور (اسپیشل رپورٹر) زنا ایکٹ کے بارے میں جب غزوہ نے ملک کے معروف قانون دانوں سے رابطہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ زنا بالجبر اس قانون کے تحت ناقابل ضمانت جرم ہے اور ملزم کی بلا ضمانت گرفتاری عمل میں لائی جا سکتی ہے سپریم کورٹ کے سینئر وکیل اسماعیل قریشی نے بتایا کہ پہلے تحفظ خواتین بل میں یہ بات شامل تھی کہ زنا بالجبر کا مقدمہ سیشن جج کے پاس ہی درج کرایا جا سکتا ہے لیکن بعد میں اس میں ترمیم کر کے عورت کو یہ سہولت فراہم کر دی گئی ہے کہ وہ براہ راست پولیس کو کسی بھی شخص کے خلاف زنا کی شکایت درج کرا سکتی ہے اور پولیس ملزم کو بغیر وارنٹ گرفتار کر سکتی ہے اور اس کی ضمانت بھی نہیں ہو سکتی سردار لطیف کھوسہ ایڈووکیٹ نے بھی کہا کہ یہ ناقابل ضمانت جرم ہے۔ وکلاء کا کہنا ہے کہ ملزم بے گناہ ہونے کے باوجود اس وقت تک جیل میں رہے گا جب تک اس کی بے گناہی ثابت نہیں ہو جاتی۔

تحفظ خواتین ایکٹ کے پہلے مقدمے کے بارے میں چند سوالات

اسلام آباد (اسپیشل رپورٹر) اسلام آباد کے تھانہ سبزی منڈی میں درج کئے گئے نئے زنا ایکٹ کے تحت مقدمہ کے حوالے سے بہت سے حقائق سامنے آئے ہیں جن سے اس کیس میں حکومتی مداخلت اور کیس کو غلط سمت میں ڈالنے کے ثبوت ملتے ہیں جو کہ نظر قارئین ہیں۔

(1) اگر خاتون کے ساتھ زبردستی ہوئی تو اس گھر میں موجود تین جوان بیٹے کہاں تھے؟

(2) خاتون نے اپنے ساتھ زبردستی ہونے کے باوجود شور کیوں نہ مچایا؟

(3) آس پاس کے محلے والوں اور ہمسایوں کو اتنے بڑے واقعے کی خبر کیوں نہ ہوئی، حالانکہ خاتون کے بیڈروم اور پیچھے والے ہمسایوں کے بیڈروم کی دیوار مشترکہ ہے؟

(4) خاتون کے ساتھ اتنا بڑا جرم کرنے کے باوجود ملزم گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ موجود رہا اور صبح آٹھ بجے تک گھر میں ہی رہا جہاں سے پولیس اسے گرفتار کر کے لے گئی؟

(5) جبکہ خاتون رات تین بجے پولیس کے آنے پر گھر میں موجود نہ تھی بلکہ سوا تین بجے کسی کی گاڑی میں گھر آئی؟

(6) خاتون خود ہی پمز میں میڈیکل کروانے کیوں گئی؟

(7) جبکہ خاتون کا میڈیکل کرنے والی ڈاکٹر سے بھی ہر طرح کا رابطہ ناممکن بنا دیا گیا ہے؟

(8) تفتیشی افسر، ایس ایچ او اور ڈی ایس پی تینوں کے ہی یہی بیانات ہیں کہ ہمیں اوپر سے دباؤ ہے کہ اس کیس کے بارے میں کسی سے بات نہیں کرنی اور خاتون سے ملنے کی بھی کسی کو اجازت نہ تھی؟

(9) رابطہ کرنے پر مذکورہ خاتون نے بھی کسی بھی صحافی یا دوسرے شخص سے بات کرنے سے مکمل انکار کر دیا ہے۔

(10) تمام ہمسایوں اور محلہ داروں نے نذیر احمد کی شرافت کی گواہی دی جبکہ مذکورہ خاتون کے چال چلن کو مشکوک قرار دیا۔

(11) نذیر احمد کی طرف سے ڈی این اے ٹیسٹ کی درخواست دینے کے باوجود بھی ابھی تک ڈی این اے کیوں نہیں کروایا گیا؟

(12) میڈیکل رپورٹ دینے والی ڈاکٹر کا پولیس کو یہ بیان کہ خاتون کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا مرضی سے ہوا، زبردستی نہیں ہوئی، آخر کیا حیثیت رکھتا ہے؟

(13) اگر سب کچھ مرضی سے ہوا تو خاتون نے نذیر احمد پر زبردستی کا الزام کیوں لگایا؟

(14) حکومتی ذمہ داران اور پولیس خاتون کی پشت پناہی کر کے اس سے کسی کو ملنے کیوں نہیں دے رہی اور آخر اس کا مقصد کیا ہے؟

میں نے ابھی ایکٹ پڑھا ہی نہیں، ڈی ایس پی جمیل ہاشمی

اسلام آباد(اسپیشل رپورٹر)زنا ایکٹ کے پہلے مقدمے کے حوالے سے جب نمائندہ غزوہ نے ڈی ایس پی جمیل ہاشمی سے استفسار کیا کہ اس نئے ایکٹ کے تحت زیادتی کا شکار ہونے والی خاتون چار یا دو گواہوں کے ساتھ سیشن جج کے سامنے پیش ہوگی جس پر جج مقدمہ درج کرنے کا حکم دے گا تو آپ پولیس والوں نے کس قانون کے تحت نذیر احمد کو صرف خاتون کی درخواست پر پکڑ لیا تو ڈی ایس پی جمیل ہاشمی نے کہا کہ کیا آپ نے یہ ایکٹ پڑھا ہے؟ اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ زیادتی کا شکار خاتون گواہوں کے ساتھ جج کے سامنے حاضر ہوگی اور لگتا ہے کہ آپ نے یہ ایکٹ پڑھا ہی نہیں۔ جس پر نمائندہ غزوہ نے ڈی ایس پی سے کہا کہ میں نے تو یہ ایکٹ پڑھا ہے کیا آپ نے اس کا مطالعہ کیا ہے جس پر جمیل ہاشمی نے کہا کہ یہ ایکٹ پڑھا تو میں نے بھی نہیں۔ علاوہ ازیں نذیر احمد کا DNA ٹیسٹ کروانے کے حوالے سے بھی جمیل ہاشمی نے یہی کہا کہ اس کی درخواست پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔

حکومت اس کیس کو زنا ایکٹ کے سلسلہ میں مثال بنانا چاہتی ہے: حبیب وہاب الخیری

اسلام آباد (اسپیشل رپورٹر) اسلام آباد کے زنا بالجبر کے کیس کے حوالہ سے غزوہ سے گفتگو کرتے ہوئے ملک کے معروف اور سپریم کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ حبیب وہاب الخیری نے کہا کہ اگر واقعی مذکورہ خاتون کے ساتھ زبردستی ہوئی ہے تو ملزم کو سزا ملنی چاہیے لیکن پولیس اور اعلیٰ حکام کی طرف سے خاتون کی پشت پناہی کرتے ہوئے کیس کو یکطرفہ بنانا شرمناک ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت زنا ایکٹ کی پرموشن کے لئے اس کیس کو مثال بنانا چاہتی ہے چاہے اس سے کوئی بے گناہ ہی قصوروار بنادیا جائے۔